نہیں ہے کہ اس کے معاملہ میں اس کی وصیت نافذ ہو۔ اسلامی احکام کی رو سے یہ زندہ انسانوں کا فرض ہے کہ اُس کا جسم احترام کے ساتھ دفن کر دیں۔

اسلام نے انسانی لاش کی حرمت کا جو حکم دیا ہے وہ دراصل انسانی جان کی حرمت کا ایک لازمہ ہے۔ ایک دفعہ اگر انسانی لاش کا احترام ختم ہو جائے تو بات صرف اس حد تک محدود نہ رہے گی کہ مردہ انسانوں کے بعض کارآمد اجزا زندہ انسانوں کے علاج میں استعمال کیے جانے لگیں، بلکہ رفتہ رفتہ انسانی جسم کی چربی سے صابن بھی بننے لگیں گے (جیسے فی الواقع جنگ عظیم نمبر ۲ کے زمانے میں جرمنوں نے بنائے تھے)، انسانی کھال بھی اتار کر اس کو دباغت دینے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اس کے جوتے یا سوٹ کیس یا منی پرس بنائے جا سکیں (چنانچہ یہ تجربہ بھی چند سال قبل مدراس کی ایک ٹینری کر چکی ہے)۔ انسان کی ہڈیوں اور آنتوں اور دوسری چیزوں کو استعمال کرنے کی بھی فکر کی جائے گی حتیٰ کہ اس کے بعد ایک مرتبہ انسان پھر اُس دورِ وحشت کی طرف پلٹ جائے گا جب آدمی آدمی کا گوشت کھاتا تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر ایک دفعہ مردہ انسان کے اعضا نکال کر علاج میں استعمال کرنا جائز قرار دے دیا جائے تو پھر کس جگہ حد بندی کر کے آپ اسی جسم کے دوسرے "مفید" استعمالات کو روک سکیں گے اور کس منطق سے اس بندش کو معقول ثابت کریں گے۔

مطبوعات

سائنس اور ضابطۂ حیات: تالیف: پروفیسر اکرام الدین خان شعبہ سائنس اسلامیہ کالج، الٰہ آباد
ناشر: مکتبہ الحسنات رام پور یو پی انڈیا۔ قیمت ایک روپیہ ۵۰ نئے پیسے۔ صفحات ۱۴۶

اس قابل قدر کتاب میں فاضل مصنف نے بڑے زوردار دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ سائنس انسان کیلئے کوئی ضابطۂ حیات فراہم نہیں کر سکتی۔ انسانی اعمال اور ان کے محرکات کی نوعیتیں اس قدر پیچیدہ اور الجھی